دربارۂ رویتِ ہلال

اہل سنّت مفتیانِ شریعت کے

فتاویٰ مبارکہ

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِیَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ ؕ

(سورة البقرة، آیت ۱۸۹)

ترجمہ: تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں تم فرمادو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: لا تصوموا حتی تروا الھلال و لا تفطروا حتی تروہ فان غمّ علیکم فاقدروا لہ (و فی روایۃ فاکملوا العدۃ ثلثین) (بخاری اذا رأیتم الھلال فصوموا و اذا رأیتموہ فافطروا)

ترجمہ: روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور عید نہ کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اگر موسم ابر آلود ہو تو تم تیس (۳۰) دن پورے کرو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ایک مرتبہ شوال کا چاند ۲۹ کو دکھائی نہیں دیا تو ہم نے دوسرے دن روزہ رکھا، دن کے آخری حصہ میں کچھ سوار آئے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور گواہی دی کہ ہم نے کل چاند دیکھا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا کہ روزہ افطار کریں اور کل عید کی نماز کے لئے نکلیں گے۔ (ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، طحاوی)

مسلمانوں کو چاہئے کہ پورے سال ہر ماہ چاند دیکھنے کا اہتمام کریں اور بالخصوص پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے، شعبان، رمضان، شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ۔ شعبان کا اس لئے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت ابر یا غبار ہو تو یہ تیس دن پورے کر کے رمضان شروع کریں اور رمضان کا روزہ رکھنے کے لئے اور شوال کا روزہ ختم کرنے اور عید کے لئے اور ذیقعدہ کا ذی الحجہ کے لئے اور ذی الحجہ کا بقر عید کے لئے۔

ثبوت رویتِ ہلال کے لئے شرع میں سات (۷) طریقے ہیں:

پہلا طریقہ

چاند کی رویت پورے شہر میں عام وتام ہو کہ کثیر افراد نے دیکھا ہو۔

دوسرا طریقہ

خود چاند دیکھنے والے کی گواہی: یعنی شاہد نے چاند خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہو تو بوقت ادائے شہادت یہ کہہ سکے کہ میں نے چاند خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ اس کے لئے چودہ (۱۴) شرائط ہیں:

(۱) ہر گواہ گواہی دیتے وقت کہے میں گواہی دیتا ہوں (۲) مجلسِ قضاء یا افتاء کا ہونا

(۳) گواہ دو (۲) مرد یا ایک (۱) مرد دو (۲) عورتیں ہوں (۴) ہر گواہ عاقل بالغ ہو

(۵) ہر گواہ مسلمان ہو (۶) ہر گواہ بینا یعنی انکھیارہ ہو (۷) ہر گواہ بولنے پر قادر ہو

(۸) ہر گواہ نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہو

(۹) ہر گواہ عادل ہو یعنی گناہِ کبیرہ سے بچتا ہو اور صغیرہ گناہ بار بار نہ کرتا ہو، اسکی صلاح فساد سے زائد ہو، اسکا صواب خطا سے زیادہ ہو (۱۰) چاند کی گواہی میں سال کا نام لے

(۱۱) چاند کی گواہی میں مہینہ کا نام لے (۱۲) چاند کی گواہی میں دن کا نام لے

(۱۳) چاند دیکھنے کا وقت بتائے (۱۴) چاند دیکھنے کی جگہ کا نام لے

البتہ رمضان المبارک کے چاند کے لئے ایک ہی مسلمان عاقل بالغ غیر فاسق کا صرف اتنا بیان کافی ہے کہ میں نے اس رمضان شریف کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا اگر چہ مستور الحال ہو جسکی عدالت باطنی معلوم نہیں لیکن ظاہر حال پابند شرع ہے اگر چہ اسکا یہ بیان مجلسِ قضاء یا افتاء میں نہ ہوا گر چہ گواہی دیتا ہوں کا لفظ نہ کہے نہ دیکھنے کی کیفیت بتائے کہ کہاں سے دیکھا کتنا

اونچا تھاوغیر ذالک ۔ یہ اس صورت میں ہے کہ ۲۹ شعبان المعظم کو مطلع صاف نہ ہو چاند کی جگہ ابر یا غبار ہو اور اگر مطلع صاف ہو تو مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت ہونا ضروری ہے کہ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبۂ ظن ہو جائے کہ چاند ضرور ہوا ہے البتہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں ایک شخص جنگل یا بلند مکان پر رہنے والا ہو جب بھی ایک ہی کا بیان کافی ہو جائے گا لیکن باقی گیارہ ماہ کے چاند کے لئے مطلقاً ہر حال میں مذکورہ بالا چودہ شرائط کے ساتھ ہی رویتِ ہلال کا ثبوت مانا جائے گا۔

تیسرا طریقہ

شہادت علی الشہادت: یعنی گواہوں نے چاند خود تو نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور انہیں اپنی گواہی پر گواہ کیا پھر انہوں نے اس گواہی کی گواہی دی ۔ یہ فرعی گواہ کہلائیں گے ۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ اصل گواہ فرع گواہ سے کہے میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے فلاں سال فلاں ماہ کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا۔

شہادت علی الشہادت کے بارہ (۱۲) شرائط ہیں:

(۱) گواہانِ فرع گواہی دیتے وقت کہیں میں گواہی دیتا ہوں

(۲) شہادت کے لئے مجلسِ قضاء یا افتاء ہونا

(۳) ان گواہوں کا دو (۲) مرد یا ایک (۱) مرد دو (۲) عورتیں ہونا

(۴) ان گواہوں کا مسلمان ہونا

(۵) عادل ہونا جسکا مطلب دوسرے طریقہ میں بیان ہوا

(۶) ان کا عاقل بالغ ہونا (۷) ان کا بولنے پر قادر ہونا

(۸) اصل گواہان جن کی گواہی پر یہ گواہ ہوئے انکا نام اور ولدیت کا یاد ہونا

(۹) اصل گواہان کے مسلمان، عاقل، بالغ، عادل ہونے کا علم ہونا

(۱۰) اصل گواہان کا ان فرعی گواہان کو گواہ کرنا/ بنانا

(۱۱) اصل گواہان کا مجلسِ قضاء یا افتاء میں حاضری سے معذور رہونا/ دشوار ہونا

(۱۲) ان فرعی گواہان کا اس طرح گواہی دینا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں نے فلاں سال فلاں ماہ فلاں دن کی شام کو انتیس (۲۹) کا چاند دیکھا اور ان میں سے ہر ایک نے مجھے اپنی گواہی پر گواہ کیا۔ بلفظِ دیگر ہر ایک فرعی گواہ کو دو اصلی گواہ اپنی گواہی پر گواہ بنائیں۔

چوتھا طریقہ

شہادت علی القضاء: یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں قاضیٔ شرع کے حضور رویتِ ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس قاضیٔ شرع نے ان گواہیوں پر فلاں ماہ کے ثبوتِ ہلال کا حکم فلاں دن کی شام کو دیا، اس گواہی اور حکم کے وقت دارالقضاء یا افتاء میں دو شاہد مسلمان، عادل، عاقل، بالغ وغیرہا موجود تھے انہوں نے اس شہر کے قاضیٔ شرع یا وہ نہ ہو تو مفتی کے حضور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں ہمارے سامنے فلاں شہر کے قاضیٔ شرع کے حضور فلاں ماہ کے چاند فلاں دن کی شام کو ہونے کی گواہیاں گزریں اور اس قاضیٔ شرع نے ان گواہوں پر فلاں ماہ کے چاند کا ثبوت فلاں دن کی شام کو ہونے کا حکم دیا۔

شہادت علی القضاء کے شرائط : شہادت کی تمام شرائط یعنی رکن شہادت، محل شہادت، شرائطِ شہادت، شرائطِ شاہدان کا ہونا ضروری ہے اور بالخصوص ادائے شہادت کے لئے مجلسِ قضاء یا افتاء میں شاہدان کا قاضی کے سامنے حاضر ہونا۔

پانچواں طریقہ

کتاب القاضی الی القاضی/ شہادت علی خط القاضی : یعنی قاضیٔ شرع کے سامنے شرعی گواہی

گزری اس قاضیٔ شرع نے دوسرے شہر کے قاضیٔ شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادتِ شرعیہ قائم ہوئی اور اس خط میں اپنا اور مکتوب الیہ کا نام ونشان پورا لکھا جس سے علم ہو جائے پھر وہ خط دو (۲) گواہانِ عادل کے سپرد کیا کہ یہ میرا خط فلاں شہر کے قاضیٔ شرع کے نام ہے وہ باحتیاط اس قاضی کے پاس لائیں اور شہادت دیں کہ آپ کے نام یہ خط فلاں شہر کے قاضی نے ہم کو دیا اور ہمیں گواہ کیا کہ یہ خط اسی قاضی کا ہے اب یہ قاضی اگر شہادت کو اپنے مذہب کے مطابق ثبوت کے لئے کافی سمجھے تو اس پر عمل کر سکتا ہے یعنی اس قاضی کو چاند کے ثبوت کا حکم دینا لازم نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ قاضیٔ کاتب خط لکھ کر ان گواہوں کو سنا دے۔

اس خط کے قابل اعتبار ہونے کے شرائط سترہ (۱۷) ہیں:

(۱) قاضیٔ شرع کے سامنے گواہی گزرنا

(۲) دوسرے شہر کے قاضی کے نام خط لکھنا

(۳) خط میں قاضی کا لکھنا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادتِ شرعیہ قائم ہوئی

(۴) اس خط میں قاضی کا اپنا نام مکمل پتہ لکھنا

(۵) جس شہر کے قاضی کو خط لکھے اس کا نام پتہ لکھنا

(۶) گواہان کا دو (۲) مرد یا ایک (۱) مرد دو (۲) عورتیں ہونا

(۷) ان کا عادل ہونا

(۸) ان کا عاقل بالغ ہونا

(۹) ان دونوں کا بینا ہونا

(۱۰) ان کا بولنے پر قادر ہونا

(۱۱) قاضی کا ان گواہوں کے سامنے خط کا لفافہ بند کرنا

(۱۲) لفافہ کا سر بمہر ہونا

(۱۳) گواہان کا اس خط پر گواہ ہونا

(۱۴) گواہوں کو قاضی کی مجلس قضاء یا افتاء میں دینا

(۱۵) گواہوں کا اس خط کو دوسرے شہر کے قاضی کے پاس باحتیاط لانا

(۱۶) سربمہر خط کو مجلسِ قضاء یا افتاء میں قاضی کے حوالے کرنا

(۱۷) گواہوں کا گواہی دینا کہ فلاں شہر کے قاضی فلاں بن فلاں کا خط آپ کے نام ہے اس نے ہمیں اسکو سنایا اور اس پر ہم کو گواہ کیا اور ہمارے سامنے لفافہ میں بند کیا اور لفافہ کو سربمہر کیا یہ اسی قاضی کا خط ہے اور یہ اسی کا مضمون ہے۔

چھٹا طریقہ

استفاضہ: یعنی جس اسلامی شہر میں قاضیٔ شرع ہو کہ احکامِ ہلال اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں اور خود عالم اور ان احکام میں علم پر عامل و قائم یا کسی عالم دین محقق معتمد پر اعتماد کا ملتزم و ملازم ہے اس شہر سے جماعتِ کثیرہ پے در پے آئے اور وہ سب یک زبان باتفاق بیان کریں کہ فلاں شہر میں ہمارے سامنے عام طور پر لوگ بیان کرتے تھے کہ ہم نے چاند دیکھا ہے محض بازاری افواہ کہ خبر اُڑ گئی قائل کا پتہ نہیں تو یہ قابل قبول نہیں۔

خبر استفاضہ کے شرائط:

(۱) جس شہر سے خبر لا رہے ہیں وہ اسلامی شہر ہو

(۲) وہاں قاضیٔ شرع ہو یا مفتیٔ اسلام مرجع عوام و منبعِ احکام ہو کہ روزہ، عیدین اسی کے فتوے سے نفاذ پاتے ہیں (۳) وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں

(۴) سب یک زباں اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بر بنائے رویت روزہ یا عید کی گئی (۵) محض بازاری افواہ نہ ہو

ساتواں طریقہ

اکمالِ عدت: یعنی جب ایک مہینے کے تیس (۳۰) دن پورے ہو جائیں۔ یہ طریقہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں کافی ہے اگرچہ ہلال نظر نہ آئے جبکہ گذشتہ ماہ کا چاند رویتِ واضحہ یا

گواہانِ عادل کی گواہی سے ثابت ہوا ہو البتہ اگر رمضان کا چاند ایک گواہ کی گواہی سے مان لیا گیا تھا اس حساب سے آج تیس (۳۰) دن مکمل ہو گئے اور اب مطلع صاف و روشن ہے اور عید کا چاند نظر نہیں آیا تو یہ اکمالِ عدت کافی نہیں بلکہ صبح ایک روزہ رکھنا ہوگا کہ گذشتہ چاند کا ثبوت حجتِ تامہ سے نہ تھا اس لئے کہ مطلع صاف ہونے کے باوجود تیس (۳۰) دن کے بعد بھی چاند نظر نہ آنا صاف گواہ ہے کہ اس گواہ نے غلطی کی ہے۔

تنبیہ: رویتِ ہلال کے ثبوت کے مذکورہ بالا سات طریقوں کے سوا کوئی اور طریقہ ہرگز قابل قبول نہ ہوگا مثلاً تار، ٹیلیفون، مواصلات کے دیگر جتنے آلات و ذرائع ابلاغ ہیں ان سے رویتِ ہلال کے ثبوت کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں کیونکہ متعدد ٹیلیفون، موبائل وغیرہا سے حاصل ہونے والی خبر خبرِ مستفیض و خبر متواتر نہیں۔ دلائل تاج الشریعہ کے رسالہ "جدید ذرائع ابلاغ سے رویتِ ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت" میں ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ کسی ایک اسلامی شہر میں رویت کا ثبوت دوسرے شہر کے لئے کافی نہیں اگرچہ اعلان کرنے والا پورے ملک کا قاضی القضاۃ ہو بلکہ اس کا اعلان صرف اسی شہر اور حوالی کے لئے قابل قبول ہوگا جس شہر میں قاضیٔ شرع نے فیصلہ صادر کیا ورنہ شہادت علی الشہادت، شہادت علی القضاء، کتاب القاضی الی القاضی کی کیا ضرورت اور فقہائے امت نے ابتداء سے آج تک انہیں طریقوں کو کیونکر اپنایا اس سے صاف ظاہر و باہر ہے کہ ایک قاضی کا ثبوتِ رویتِ ہلال کا اعلان صرف اسی شہر اور اس کے مضافات کے لئے ہی کافی ہوگا پورے ملک کے لئے ہرگز ہرگز کفایت نہ کرے گا۔ تمام اکابرِ امت کے فتاویٰ سے یہی روشن و عیاں ہے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حاکم شرع پوری سلطنت کے تھے مگر باوجود اس کے دمشق میں چاند کے ثبوت کا اعلان مدینہ منورہ والوں کے لئے نہ تھا جیسا کہ حضرت کریب رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت سے واضح ہے۔

حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت" پر حضور محدثِ کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ اعظمی دام ظلہ علینا نے تقریظ مبارک میں ثبوتِ رویت ہلال کے مسئلہ پر جواہر پارے بکھیرے ہیں۔ وہ بعنوان "مضمون" شامل کیا جارہا ہے، ملاحظہ ہو۔

مضمون

از : ممتاز الفقہاء سلطان الاساتذہ، محدث کبیر، حضرت علامہ

مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ امجدیہ رضویہ وکلیۃ البنات الامجدیہ گھوسی مئو یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

استفاضۂ شرعیہ سے متعلق وارث علوم اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب مدظلہ العالی، قاضی القضاۃ فی الہند کا ایک رسالہ "جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت" اس وقت میرے پیش نظر ہے، رسالہ کا پورا مضمون تحقیق انیق سے لبریز ہے، مجھے اس پر کچھ پیش لفظ لکھنے کی جرأت نہیں، لیکن چونکہ آپ کے علمی طرز بیان اور فقہی اصطلاحات کی وجہ سے سطحی ادراک رکھنے والوں کے لیے مضمون کی گہرائی تک پہنچنے میں زحمتیں ہیں، اس لیے کچھ توضیحی کلمات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

حنفیہ کے نزدیک خبر مستفیض، خبر متواتر کا مترادف ہے، اس لیے کلام فقہاء میں اگر کہیں استفاضۂ خبر کا ذکر ملتا ہے تو وہ تواتر خبر کے معنی میں ہے، جیسا کہ درج ذیل عبارتوں کے توافق

سے ظاہر ہے۔ بحر الرائق میں ہے: قال الإمام الحلواني: من مذهب أصحابنا أن الخبر اذا استفاض من بلدة أخرى و تحقق يلزمهم حكم تلك البلدة (ج ۲، ص ۴۷۱)
اور تاتار خانیہ میں ہے: و عن محمد لا يعتبر حتى تواتر الخبر من كل جانب هكذا روى عن أبي يوسف (ج ۱، ص ۱۹۶)
ہمارے اس دعوی پر علامہ شامی کی درج ذیل عبارت روشن دلیل ہے: اعلم أن المراد بالاستفاضة تواتر الخبر من الواردين من بلدة الثبوت إلى البلدة التي لم يثبت بها لا مجرد الاستفاضة (منحة الخالق حاشية البحر الرائق، ج ۲، ص ۲۷۰)
ان عبارتوں کے بعد علامہ رحمتی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل عبارت "معنى الاستفاضة أن تأتي من تلك البلدة جماعات متعددون" الخ میں استفاضہ بمعنی تواتر خبر متعین ہے۔ یعنی محض شہرتِ خبر یا محدثین کے اصول پر خبر مستفیض ہونا کافی نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ خبر دینے والے اتنے افراد پر مشتمل ہوں کہ جن کی خبر پر یقینِ شرعی حاصل ہو جائے اور مخبرین کی کثرتِ تعداد کے سبب ان کا کذب پر متفق ہونا عادۃً محال ہو جائے۔
لہٰذا استفاضۂ خبر کے لیے موبائل اور ٹیلیفون سے خبر دینا ہرگز معتبر نہیں۔ اعلیحضرت فرماتے ہیں: "شریعتِ مطہرہ نے دربارۂ ہلال دوسرے شہر کی خبر کو شہادت کافیہ یا تواتر شرعی پر بنا فرمایا اور ان میں بھی کافی و شرعی ہونے کے لیے بہت قیود و شرائط لگائیں، جن کے بغیر ہرگز گواہی و شہرت بکار آمد نہیں۔" (فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۵۲۳)
اسکے علاوہ استفاضۂ خبر میں مخبرین کا قاضی کے روبرو خبر دینا بھی ضروری ہے، جیسا کہ علامہ رحمتی کی تعبیر "أن تأتي من تلك البلدة" اور علامہ شامی کی عبارت "من الواردين من بلدة الثبوت" سے ظاہر ہے۔ اور یہی اعلیٰ حضرت کی درج ذیل عبارت کا صریح مفاد ہے، اعلیٰ

حضرت فرماتے ہیں: "مگر یہ کہنا ہر گز صحیح نہیں کہ خبر، تار یا خط بدرجۂ کثرت پہنچ جائے تو اس پر عمل ہو سکتا ہے، اسے استفاضے میں داخل سمجھنا صریح غلط، استفاضے کے معنی جو علماء نے بیان فرمائے تھے وہ تھے کہ طریق پنجم میں مذکور ہوئے۔" (متعدد جماعتوں کا آنا اور یک زبان بیان کرنا چاہئے)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۵۸)

یہ بھی ضروری ہے کہ خبر دینے والے امر محقق کی خبر دیں تا کہ افواہ اور استفاضۂ شرعیہ میں امتیاز حاصل ہو جائے جیسا کہ علامہ شامی نے فرمایا "لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعه" الخ اور یہ بات مسلمات سے ہے کہ کوئی بھی خبر بے اتصالِ سند پایۂ تحقیق کو نہیں پہنچ سکتی۔

علاوہ ازیں ایک شرط یہ بھی ہے جس کو اعلیٰ حضرت نے بایں الفاظ ذکر فرمایا: "استفاضہ یعنی جس اسلامی شہر میں حاکمِ شرع قاضیٔ اسلام ہو کہ احکامِ ہلال اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں اور خود عالم اور ان احکام میں علم پر عامل و قائم یا کسی عالم دین محقق و معتمد پر اعتماد کا ملتزم و ملازم ہے، یا جہاں قاضیٔ شرع نہیں تو مفتیٔ اسلام، مرجعِ عوام و متبع الاحکام ہو کہ احکامِ روزہ و عیدین اسی کے فتویٰ سے نفاذ پاتے ہیں، عوام کالانعام بطورِ خود عید و رمضان نہیں ٹھہرا لیتے وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بر بنائے رویت روزہ ہوا یا عید کی گئی۔" (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۵۲)

علامہ رحمتی کی عبارت میں متعدد جماعتوں کے آنے کی قید کو اتفاقی قرار دینا غلط ہے، بلکہ یہ قید لازمی واحترازی ہے، جن لوگوں نے جدید وسائل خبر مثلاً ٹیلیفون، موبائل، فیکس، انٹرنیٹ وغیرہ کی خبر کو استفاضہ میں داخل کرنے کی کوشش کی ہے وہ صحیح نہیں، کیونکہ وسائل کی خبر میں مخبر کا قاضی یا مفتی کے روبرو ہونا شرط ہے۔

اس لیے ہمارے مشائخ نے پردے کے پیچھے سے سنی ہوئی خبروں کو ثبوتِ شرعی کے طور پر قبول نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا "ٹیلیفون کہ اس میں شاہد و مشہود نہیں ہوتا صرف آواز سنائی دیتی ہے، علماء تصریح فرماتے ہیں کہ آڑ سے جو آواز مسموع ہو اس پر احکامِ شرعیہ کی بنا نہیں ہوسکتی۔" (فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۵۲۷)

مندرجہ بالا عبارت سے ثابت ہوا کہ آڑ سے سنی ہوئی آواز پر استفاضۂ شرعیہ کی بنا نہیں ہوسکتی۔

اور عدمِ اعتبار کی علت میں فرمایا: "النغمة تشبه النغمة"

تھری جی (3-G) اور انٹرنیٹ پر تصویر کا روبرو ہونا آدمی کے حاضر ہونے جیسا نہیں، کیونکہ یہ عوام کے مشاہدے میں بھی ہے کہ بہت سی تصویروں میں ہونٹ کسی اور کے ہلتے ہیں اور آواز کسی اور کی ہوتی ہے تو موبائل کی خبر کے مشتبہ ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے، زیادہ سے زیادہ آواز پہنچاننے کی صورت میں ظن عرفی حاصل ہوسکتا ہے نہ کہ ظن شرعی جیسا کہ اعلیٰ حضرت کی مذکورہ بالا صراحت سے ظاہر ہے۔

اور اگر مان بھی لیا جائے کہ 3-G موبائل میں اسی کی تصویر اور اسی کی آواز ہے تو کہاں ہر شخص کے پاس 3-G موبائل ہے؟ اور کب مجوزین نے 3-G موبائل کو ٹیلیفونی استفاضہ میں لازم قرار دیا؟ وہ تو کسی بھی ٹیلیفون اور موبائل سے حاصل ہونے والی متعدد خبر کو خبر مستفیض مان رہے ہیں، تو ازالۂ شبہات کے بیان میں 3-G موبائل کا ذکر بے فائدہ، اور احتیاطی تدابیر میں مخصوص نمبروں کا ذکر بھی لاحاصل کہ ایک دوسرے کا موبائل استعمال کرنے کا عام رواج ہے۔

علامہ رحمتی کی عبارت میں "جماعات متعددون" کا مصداق چار، چھ، نو ٹیلیفون کو کیسے قرار دیا جاسکتا ہے، کیا آپ ٹیلیفون میں یہ متعین کرسکتے ہیں کہ خبر دینے والی ہر ایک جماعت کتنے

کتنے افراد پر مشتمل تھی؟

نو ٹیلیفون دراصل چند ٹیلیفون کا مجموعہ اور ان کی آوازیں ہیں، نہ کہ مخبرین کی چند جماعتیں جن کا مشاہدہ ہو سکے۔ آپ اگر اپنے طور پر احتیاطی ذرائع مقرر کر لیں تو ان ذرائع میں بھی یہی شبہ ہے کہ وہ کس کی آواز ہے جس نے آپ کو اطمینان دلایا۔ بہر حال ان ذرائع کو بروئے کار لانے میں شرعی شبہات اپنی جگہ پر قائم ہیں۔

اور جماعت کے افراد کی تعیین کا حق کسی قاضی یا مفتی کو نہیں بلکہ واردین کے علاوہ تمام افراد جو ایک ساتھ آئے وہ سب مل کر ایک جماعت قرار دیئے جائیں گے اور یہ صورت ٹیلیفون، موبائل کے ذریعہ متعذر ہے، اس لیے ٹیلیفون، موبائل وغیرہ کی کثیر خبریں بھی طریق موجب بننے کی صلاحیت سے عاری ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے ٹیلیفون کی خبر کو حجت شرعی ہونے سے اس بنا پر انکار نہیں کیا ہے کہ اس میں کئی ایکسچینج کے واسطوں کے بعد گفتگو ہوتی ہے اور آواز نہیں پہچانی جاتی بلکہ اعلیٰ حضرت نے ٹیلیفون کے غیر معتبر ہونے کے متعلق یہ ارشاد فرمایا: ”یونہی ٹیلیفون کہ اس میں شاہد و مشہود نہیں ہوتا صرف آواز سنائی دیتی ہے۔“

اعلیٰ حضرت کی یہ عبارت بذریعہ ٹیلیفون چاند کی خبر معتبر ہونے کے بارے میں کئے گئے ایک سوال کے جواب میں ہے اس لیے اس کو شہادت کے ساتھ خاص کرنا دیانت کے خلاف ہے۔

الحاصل اس زمانے میں جب کہ فساد و فتنہ عام ہو چکا ہے خصوصاً رویتِ ہلال کے سلسلے میں عوام بے لگام ہوتے جا رہے ہیں اور وہابیہ عوام کو اپنے فیور (Favour) میں لینے اور گمراہ کرنے کے لیے غیر شرعی فیصلہ کرنے سے نہیں چوکتے، استفاضہ وغیرہ کی تعریف میں تحریف سے بچنا

اور زیادہ ناگزیر ہوگیا ہے۔اس بنا پر مشائخ متاخرین نے فرمایا: "الفتوی الیوم علی عدم جواز القضاء مطلقا لفساد قضاۃ الزمان" (حموی علی الاشباہ، ج ۱، ص ۳۸۶)

علامہ شامی فرماتے ہیں: قوله : (إلا أن المعتمد عدم حکمه فی زماننا) أی عند المتأخرین لفساد قضاۃ الزمان۔

اعلانِ رویت کے حدود

قاضی خواہ ایک شہر کا ہو یا پورے ملک کا، اس کا اعلان اسی شہر اور حوالی میں معتبر ہے جہاں اس نے فیصلہ صادر کیا۔ امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، سلطانِ اسلام، قاضی القضاۃ، یا پورے ملک کا قاضی، یہ سب عہدے آج کی ایجاد نہیں ہیں بلکہ زمانۂ قدیم سے یہ عہدے رائج ہیں، اس کے باوجود فقہائے عظام نے قاضی کے اعلان کو شہر اور حوالیٔ شہر تک ہی کیوں محدود رکھا؟ اور یہ کیوں نہ فرمایا کہ سلطانِ اسلام اور پورے ملک کے قاضی کا اعلان پورے ملک میں نافذ و واجب العمل ہوگا۔

اس تفصیل سے فقہائے کرام کا گریز محلِ بیان میں سکوت ہے جو بیان حکم عدم کے درجہ میں ہے، ایک قاضی کا مکتوب دوسرے قاضی کے نام اسی وقت واجب العمل ہے جبکہ شرائطِ کتاب القاضی سے مُزَیّن ہو۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے: "بلدۃ فیها قاضیان حضر أحدهما مجلس الآخر و أخبر بحادثة لا یجوز له أن یعمل بخبره وحده و لو کتب إلیه بشرطه له العمل به" (بزازیہ، بر حاشیۂ عالمگیری، ج ۵، ص ۱۸۳)

جس شہر میں دو قاضی ہوں ان میں سے ایک قاضی دوسرے کے اجلاس میں حاضر ہو کر کسی قضیہ کی خبر دے تو اس دوسرے قاضی کو اس خبر پر عمل جائز نہیں اور اگر شرائط کے مطابق کتاب القاضی بھیجے تو دوسرا قاضی عمل کرے۔

تبیین الحقائق میں ہے: "ذکر الکرخی فی اختلاف الفقھاء ان کتاب القاضی الی القاضی مقبول وان کانا فی مصر واحد"

امام کرخی نے اختلاف الفقہاء میں ذکر فرمایا ہے کہ کتاب القاضی الی القاضی مقبول ہے اگرچہ دونوں قاضی ایک ہی شہر میں ہوں۔

اس عبارت پر حاشیۂ شلبیہ میں ہے: "وفی الخصاف روی عن محمد أنه قال: فی مصر فیه قاضیان فی کل جانب قاضٍ یکتب أحدهما إلی الآخر یقبل کتابه ولو أتی أحدهما صاحبه وأخبره بالحادثة بنفسه لم یقبل قوله لان فی الوجه الاول کأن الاول خاطبه من موضع القضاء وفی الثانی خاطبه فی غیر محل القضاء"

خصاف میں ہے امام محمد سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جس شہر میں دو قاضی ایک ایک جانب میں ہیں تو ان میں سے ایک قاضی دوسرے کو کتاب القاضی بھیجے تو مقبول ہے، اگر ان میں سے ایک آکر دوسرے قاضی کو کسی حادثے کی خود خبر دے تو اس کا قول نامقبول ہے کہ پہلی صورت میں گویا اس نے دوسرے قاضی کو اپنے موضع قضا سے مخاطب کیا ہے اور دوسری صورت میں اس نے محل قضاء کے باہر سے خطاب کیا ہے۔

بزازیہ کی ایک دوسری عبارت یوں ہے: "وعن الامام الثانی قضاة امیر المؤمنین إذا خرجوا مع أمیر المؤمنین لهم أن یحکموا فی أی بلدة نزل فیها الخلیفة لأنهم لیسوا قضاة أرض إنّما هم قضاة الخلیفة وإن خرجوا بدون الخلیفة لیس لهم القضاء" (بزازیہ بر حاشیۂ عالمگیری ج۵، ص ۱۳۹)

امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین کے قاضی اگر امیر المؤمنین کے ساتھ سفر کریں تو جس شہر میں امیر المؤمنین ٹھہرے وہاں یہ قضاۃ فیصلہ کرسکتے ہیں کیونکہ وہ کسی خاص جگہ کے

قاضی نہیں بلکہ وہ خلیفہ کے قاضی ہیں اور اگر بغیر خلیفہ کے سفر پر ہوں تو امورِ قضا انجام نہیں دے سکتے۔

یعنی خلیفہ اگر چہ پورے ملک کا قاضی ہے لیکن وہ جہاں جہاں رہے بالفعل وہیں فصل مقدمات کرسکتا ہے دوسری جگہ کے مسئلۂ قضاء میں وہ اجنبی ہے، اسی لیے اس کا مخصوص قاضی خلیفہ کے جائے نزول پر ہی حق قضاء رکھتا ہے۔

مذکورہ بالا فقہی شہادات سے ثابت ہوا کہ سلطانِ اسلام یا پورے ملک کا قاضی اپنے پورے حدودِ قضاء کے مختلف شہروں میں صرف کتاب القاضی کے ذریعہ اپنا فیصلہ نافذ کرسکتا ہے، ہم نے اپنے موقف کی تائید میں ایک مختصر فہرست پیش کر دی، جو لوگ قاضی القضاۃ کا اعلان پورے ملک کے لئے کافی قرار دیتے ہیں وہ فقہ حنفی سے ایک جزئیہ بھی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں نہ لاسکے۔

اعلیٰ حضرت جو پورے غیر منقسم ہندوستان کے قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز تھے، ان کے پاس بلند شہر سے یہ سوال آیا کہ "ایک مختصر سا پرچہ جس پر جناب کی مہر لگی ہوئی ہے اور ایک سطر میں یہ عبارت مرقوم ہے (میرے سامنے شہادتیں گزرگئیں کل جمعہ کو عید ہے) خاکسار کو موصول ہوا، جس جگہ یہ پرچہ پہنچے وہاں کے لوگوں کو جمعہ کو عید کرنا لازم تھی یا نہیں؟ اور اس کی عام تشہیر و دیگر بلاد میں اشاعت سے کیا مفاد تھا؟"

اعلیٰ حضرت نے جواب لکھا: "وہ پرچے دیگر بلاد میں نہ بھیجے گئے، تقسیم کرنے والوں نے اسٹیشن پر بھی دیئے، ان میں سے کوئی لے گیا ہوگا، بعض لوگوں نے پیلی بھیت کے واسطے چاہا، ان کو جواب دے دیا گیا کہ جب تک دو شاہد عادل لیکر نہ جائیں پرچہ کافی نہ ہوگا، اور بلادِ بعید کو کیونکر بھیجے جاتے۔" (فتاوی رضویہ، ج ۴، ص ۵۳۲)

اب یہ کہنا کہ پیلی بھیت بریلی شریف سے کافی فاصلہ پر واقع ہے وہاں کے لوگ کیونکر تحقیق کرسکتے تھے، کوئی فنکار اپنی مہارت سے ایسا ہی پرچہ تقسیم کرا سکتا تھا، واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی اس عبارت میں پیلی بھیت کے مقابلے میں بلند شہر وغیرہ کو بلادِ بعید سے تعبیر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ پیلی بھیت قریب تھا، صرف انچاس کلومیٹر کی دوری ہے، بآسانی تحقیق کی جاسکتی تھی، اس لیے یہ توضیح اعلیٰ حضرت کی مراد کے برخلاف ہے۔

ستم یہ کہ اعلیٰ حضرت کے زمانے میں جعل وتزویر کی تحقیق متعذر تھی مگر اب جب کہ آوارگی فکر و عمل کے فتنے شباب پر ہیں، ای میل اور فیکس پر وائرس کے فنکاریوں کا وارانیارا کرتے ہیں تو کیا اس دور میں جعل سازی کی تحقیق آسان ہوگئی ہے اور ای میل اور فیکس کا کتاب القاضی سے الحاق ضروری ہوگیا ہے؟

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے رسالہ "جدید ذرائع ابلاغ سے رویتِ ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت" سے متعلق تمام علمائے اہلسنت ومفکرین اور عامۂ اہلسنت سے میری گزارش ہے کہ بغور بار بار پڑھیں اور اپنے روزوں وعیدوں کو فساد وابطال سے بچانے کے لئے رسالہ کے مشتملات واحکام پر پابندی سے عمل کریں اور کرائیں۔

حضور تاج الشریعہ کا وجود اس زمانے میں ہم سب کے لیے اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے ان کی صحت ولمبی عمر کے لیے دعا بھی کرتے رہیں۔

فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری

۲۸/محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

مطابق ۳ دسمبر ۲۰۱۳ء

دربارۂ رویت ہلال

اہلسنت مفتیانِ شریعت کے فتاویٰ مبارکہ

تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

استفتاء: کیافرماتے ہیں حضرات علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ

۱) اگر حکومت وصدر پاکستان کی طرف سے دربارہ رؤیت ایک مرکزی رویت ہلال کمیٹی یا قاضی القضاۃ مقرر کردیا جائے اور وہ اپنے پاس چاند کے ثبوتِ شرعی کے بعد ریڈیو کے ذریعہ ثبوت ہلال کا اعلان کرے تو کیا یہ اعلان سارے ملک وتمام بلادِ پاکستان کے لیے کافی ہوگا اور اس پر عمل کرتے ہوئے روزہ رکھنا یا روزہ توڑ کر عید منانا جائز وواجب ہوگا یا نہیں؟

۲) جس طرح یہ توپ کی آواز وقنادیل کی رویت سے غلبۂ ظن کی بناء پر شہر کے مضافات میں سب کے لیے چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے اور ان پر روزہ رکھنا لازم ہوتا ہے کیا اسی طرح ریڈیو کی آواز واعلان سارے ملک میں کافی نہیں؟

الجواب: مرکزی رویت ہلال کمیٹی یا قاضی القضاۃ کا اعلان صرف اسی شہر کے اور اس کے ملحق دیہات کے لئے ہے جہاں سے وہ اعلان کر رہا ہے دوسرے شہر اور اس کے لواحقین کے لیے ناکافی۔ قاضی کا اعلان خواہ کسی ذریعے سے ہو اسی کے حدودِ شہر میں معتبر ہے اس کی حدود شہر سے باہر غیر معتبر ہے۔ توپ کی آواز قنادیل کی روشنی رویت ہلال کا اعلان ہے جو اس شہر اور اس شہر کے دیہات میں شرعاً معتبر ہے اس کے علاوہ دوسرے شہروں میں کسی شہر کے قاضی کا اعلان بلکہ اس کا اپنا بیان غیر معتبر۔ فرض کیجیے اگر بہت اونچی آواز کی توپ کسی اونچے

پہاڑ پر ایک شہر میں داغی جائے اور اس کی آواز دوسرے شہر میں سنائی دے تو یہ بھی ناکافی۔ وجہ یہی ہے کہ ایک شہر سے دوسرے میں ثبوت رویت کے لیے طریق موجب شرط ہے۔ اور اعلانِ قاضی دوسرے شہر کے لیے طریق موجب نہیں اس لیے اعلان محض دوسرے شہر میں مثبت ہلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد شریف الحق امجدی

خادم رضوی دارالافتاء بریلی شریف

کتبہ ۷ ذی الحجہ ۸۵ھ

الجوابُ صحیحٌ: فی الواقع بے طریق موجب ثبوتِ شرعی نہ ہوگا اور جب تک شرعی ثبوت نہ ہو جائے رویت ہلال مان لینا ناجائز، ریڈیو اور توپ اور قنادیل کا فرق پوچھنے والے امام ابن الہمام بالغ مرتبہ اجتہاد کے مرتبہ اور ان کی قوی بحثوں کو دیکھیں اور یہ کہ مذہب کے خلاف ان کی قوی بحث پر نظر نہیں کی جا سکتی وہ بھی یہاں بحث نہیں فرماتے کتاب قاضی ورسول قاضی کا فرق بیان فرماتے ہیں کہ رسول قاضی کا بیان یوں نامقبول اور کتاب قاضی بھی قیاساً نامقبول ہونی چاہیے تھی وہ یوں مقبول۔ جب دوسرے شہر میں خود معاصر قاضی کی نہیں سنی جا سکتی تو دوسرے شہر سے اس قاضی غائب کی کیسے مسموع ہو سکتی ہے اور اس کا وہ اعلان جو وہ خود میکروفون پر اپنے آپ بول کر نہ کرے اس کا بیان دوسرا بولے یہ کیسے مقبول ہو سکتا ہے پھر ریڈیو پر کچھ کا کچھ بولا جا سکتا ہے یونہی کچھ کا کچھ سنا بھی جا سکتا ہے۔ توپ کی آواز اور قنادیل ظاہر ہے کہ اسی شہر اور مضافات کے لئے نشانی ہیں جہاں وہ کی گئی ہیں۔ قاضی القضاۃ ہو یا خود سلطان کسی کا بھی ریڈیو پر اعلان دوسرے شہر کے لئے ہرگز معتبر نہیں ہو سکتا۔ من جہۃ الشرع ہرگز لازم نہیں کہ ایسا انتظام کیا جائے کہ سارے ملک میں ایک ہی روز روزہ شروع ہو، ایک ہی روز

ختم اور ایک ہی روز ملک بھر کے مسلمان عید منائیں۔ اس کے لئے قاضی القضاۃ بنایا جائے۔

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اللہ تعالیٰ ہو الھادی وھو تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفیٰ رضا خان غفرلہ، بریلی شریف

الجوابُ صحیحٌ: (مولانا) مظفر حسین غفرلہ بریلی شریف

الجوابُ صحیحٌ: (مولانا) محمد اعظم غفرلہ بریلی شریف، شیخ الحدیث دارالعلوم مظہر اسلام

الجوابُ صحیحٌ: (مولانا) تحسین رضا غفرلہ بریلی شریف، شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام

الجوابُ صحیحٌ: (مولانا) مبین الدین امروہی بریلی شریف

الجوابُ صحیحٌ: (مفتی) ظفر علی مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی

حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

استفتاء: بخدمت امام العلماء حضرت علامہ محدثِ اعظم ہند مولانا شاہ ابو المحامد سید محمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی، کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت ومفتیانِ شریعت اگر ریڈیو پر رمضان المبارک یا عید الفطر کے چاند کے ہونے کا اعلان ہو جائے اور اپنے علاقہ میں چاند نظر نہ آئے نہ رویت ہلال کا شرعی ثبوت ملے تو کیا ایسی صورت میں سنی صحیح العقیدہ قاضی القضاۃ کا اعلان ریڈیو سے سن کر روزہ رکھنا اور عید کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب: تار ٹیلیفون ریڈیو سے اگر کسی ۲ پیسہ کے مقدمہ میں کوئی شہادت دے تو اس کی شہادت قانوناً وشرعاً غیر معتبر ہے تو امر تعبدی میں ایسی شہادت کب معتبر ہو سکتی ہے۔ اب رہا اعلان تو وہ قاضی کے حدودِ قضا تک محدود رہے گا، دوسروں پر حجت نہیں۔ لہٰذا مدار رویت

پر ہے یا شہادت شرعیہ پر۔ واللہ و رسولہ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم

فقیر ابو المحامد سید محمد غفرلہٗ اشرفی جیلانی،

کچھوچھہ شریف، ضلع فیض آباد، ۱۷ ذیقعدہ ۸۰ھ

استفتاء: رویت ہلال کے بارے میں ریڈیو کے اعلان پر جو قاضی القضاۃ کرے عمل کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب: جس طرح ریڈیو پر کوئی شہادت معتبر نہیں رویت الہلال کی بھی شہادت معتبر نہیں۔

فقیر ابو المحامد سید محمد غفرلہٗ اشرفی جیلانی،

کچھوچھہ شریف، ضلع فیض آباد

۲۷ رمضان المبارک ۸۰ھ

حضرت محدثِ امروہوی رحمۃ اللہ علیہ

استفتاء: رویت ہلال کے بارے میں ریڈیو کے اعلان پر عمل کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں جب کہ اعلان کرنے والا قاضی القضاۃ سنی صحیح العقیدہ ہو؟

الجواب: ۷۸۶ / ۹۲ چونکہ فقیر کے پاس فی الحال نہ کوئی مدرسہ ہے نہ کتب خانہ اس لئے جواب کے حوالوں سے معذور ہوں۔ ریڈیو کے اعلان سے رویت ہلال قواعدِ شرع شریف کے خلاف ہے۔ و اللہ الہادی الیٰ سبیل الرشاد و لہ الحمد و لحبیبہ ﷺ الصلوٰۃ و السلام الی امس الآباد

فقیر محمد خلیل الکاظمی عفی عنہ

۲۵ شوال ۷۵ھ یوم الجمعہ

۲۔ استفتاء: رویت ہلال کے سلسلہ میں ایک سنی العقیدہ قاضی القضاۃ حاکم اسلام یا صدر مملکت

نہایت تحقیق واحتیاط سے سنت وشریعۃ کے مطابق رویت ہلال کا شرعی ثبوت لیکر ریڈیو سے اعلان کردے تو کیا پورے ملک کے لئے یہ اعلان کافی ہے اور ریڈیو کے ذریعے اس اعلان پر روزہ رکھنا اور عید کرنا جائز ہے؟ کیا یزید پلید کی تکفیر کرنا درست ہے؟

الجواب: ۸۶/۷ / 92 محترم بندہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امابعد فقیر کا مسلک ان دونوں مسئلوں میں یعنی ریڈیو کے حجت شرعیہ نہ ہونے میں اور یزید کی تکفیر نہ کرنے میں بالکل اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مسلک کے موافق ہے۔ طوالت کی ضرورت نہیں۔ فقط

محمد خلیل کاظمی امروہی عفی عنہ،

۲۹ اپریل ۱۹۶۶ء، محرم الحرام ۸۶ھ

(ماہنامہ نوری کرن بریلی (رویت ہلال نمبر))

امامِ اہلسنت محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

ریڈیو کا اعلان نہ چاند دیکھنے کی شہادت ہے اور نہ حکم قاضی پر شہادت ہے اور نہ خبر مستفیض ہے لہٰذا ریڈیو کا اعلان عید کے چاند کے متعلق قطعاً معتبر نہیں خواہ اعلان کرنے والا قاضی وحاکم سنی ہو یا غیر سنی ہو۔ جو حضرات ریڈیو کے اعلان پر روزہ ترک کرنے اور عید منانے کا فتویٰ دیتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اپنے فتویٰ پر نظر ثانی کریں اور فقہائے کرام کے صحیح مسلک کے مطابق اپنے فتویٰ سے رجوع کا اعلان کریں ورنہ ان کے فتویٰ کی وجہ سے جن مسلمانوں کے روزے برباد ہوئے وہ ان کے ذمہ دار ہوں گے۔ ریڈیو میں اعلان اگر چاند کے متعلق ہو جائے اور اعلان کرنے والا قاضی اہلسنت ہو تو جمعیت کا فیصلہ چھپا ہے کہ اس اعلان سے شرعاً عید کرنا واجب ہے حالانکہ پہلے ان ہی علماء کا فتویٰ تھا کہ صرف ریڈیو کے اعلان سے عید کرنا جائز نہیں کیونکہ ریڈیو کا اعلان ایک خبر وحکایت ہے شرعی شہادت یا شرعی ثبوت نہیں۔

پاکستان بننے کے بعد متعدد سال ناجائز بتاتے رہے اور اب واجب اور ضروری ہونے کا اعلان کردیا ہے یہ درست نہیں ہے "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ میں پہلے چھپ چکا ہے۔

فقط والسلام والدعا فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ

۱۹ رمضان المبارک ۷۷ سنہ ۱۳ھ

استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ

سوال: رویت ہلال کمیٹی کا فیصلہ عیدین کے متعلق قابل قبول ہوسکتا ہے یا نہیں، ریڈیو کے اعلان پر عید پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر وہ فیصلہ شریعت کے مطابق ہے تو ان کا اعلان اہل شہر و مضافات شہر کے لئے معتبر ہے اور دوسرے شہروں میں جب تک رویت وشہادت نیز دیگر طریق معتبرہ سے رویت ہلال ثابت نہ ہوجائے ریڈیو کی خبر اور اعلان پر عید یا روزہ یا بقرعید نہیں کرسکتے۔

(رضوان لاہور ۱۴/ اگست ۱۹۵۶ سنہ ء)

سوال: ریڈیو کے ذریعہ معلوم ہوا کہ فلاں شہر میں فلاں مفتی صاحب نے یا رویت ہلال کمیٹی نے شہادتیں حاصل کر کے اعلان رویت کردیا ہے، یا کوئی شخص ٹیلیفون یا وائرلیس پر بتائے کہ میں نے خود چاند دیکھا ہے تو ان دونوں صورتوں میں مطلع ہونے والے شخص پر روزہ رکھنا فرض ہوگیا اور کیا اس طرح عید کرلینا درست ہوگا؟

الجواب: ریڈیو ٹیلیفون وغیرہ آلاتِ خبر رسانی سے جو اعلان رویت ہلال مسموع ہو وہ شہر اور مضافات شہر کے لئے حجت ہے۔ دوسرے شہر والوں کے لئے محض حکایت واعلان ہے جو ہرگز شہادت کے حکم میں نہیں ہوسکتی۔ شریعت مطہرہ روزہ اور عیدین جیسی عبادات میں جہاں شہادت یا رویت یا شہادت علی الشہادت یا شہادت علی القاضی کی ضرورت ہے وہاں

اس اعلان اور حکایت خبر کو کیسے معتبر مان لے ۔جنہوں نے محض ریڈیو کے اعلان پر روزہ رکھا انہوں نے حدیث کے خلاف کیا اور وہ گنہگار ہوئے ۔ یوم الشک میں روزہ رکھنا ممنوع ہے، ان کو شہادت شرعی لے کر عمل کرنا چاہئے تھا۔اس بارہ میں رسالہ "اجمل المقال" اور "البدور الاجلہ" اور رسالہ "طریق موجب ثبوت ہلال" ملاحظہ کیجئے ۔ریڈیو وغیرہ آلات محض اعلان اور خبر رسانی کے لئے مفید ہیں ان کے ذریعہ شہادت نہیں ہوتی تو جہاں شاہد کا بوقت شہادت حاکم شرع کے حضور حاضر ہونا ضروری ہے وہاں ریڈیو پر بولنے سے شہادت کیسے ادا ہو جائیگی ۔

(رضوان لاہور ۲۸ مئی ۱۹۵۵ء)

ریڈیو اور ٹیلی فون کے ذریعے خبر موصول ہو اس پر بھی عمل نا روا ہے کیونکہ شہادت میں حاضر ہونا ضروری ہے ۔ چاند کے جملہ احکام معلوم کرنے کے لئے حزب الاحناف سے رسالہ "اجمل المقال" (مصنفہ حضرت علامہ شاہ محمد اجمل مفتی سنبھل) خریدیں ۔

(پوسٹر احکام و مسائل رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ دار العلوم حزب الاحناف از علامہ ابو البرکات)

نوٹ : مذکورہ بالا فتاویٰ میں سیدی علامہ ابو البرکات علیہ الرحمۃ نے دو مرتبہ رسالہ "اجمل المقال" کی طرف اپنا میلانِ طبع ظاہر فرمایا ہے ۔اب "اجمل المقال" کی سنیئے وہ بھی توپ کی آواز اور قنادیل کی روشنی سے استدلال کارد کرتا ہے ۔ملاحظہ ہو۔

فاضل اجل مفتیٔ سنبھل علامہ محمد اجمل رحمۃ اللہ علیہ

اب رہا بعض مفتیوں کا ریڈیو کا اثبات رویت ہلال میں توپ اور روشنی اور ڈھنڈورہ پر قیاس کرنا اور اس میں کچھ شرائط و قیود لگا دینا اور اس کی صرف آواز کو ثبوتِ ہلال کے لئے کافی قرار دینا اور اس کے اعلان پر مسلمانوں کو عمل کرنے کی ترغیب دینا میری نظر میں صحیح نہیں ہے ۔ (اجمل المقال لعارف رویۃ الھلال ص ۳۶)

نوٹ: صفحہ ۳۶ سے صفحہ ۳۸ تک ریڈیو کے اعلان کو توپ کی آواز قنادیل کی روشنی پر قیاس کرنے کا مدلل رد ہے۔

فقیہ اعظم مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت مفتیانِ شریعت اس مسئلہ میں کہ رویت ہلال کے سلسلے میں ایک سنی صحیح العقیدہ قاضی القضاۃ یا بادشاہِ اسلام نہایت تحقیق و احتیاط سے رویت ہلال کا ثبوت لے کر ریڈیو سے اعلان کردے تو کیا اس اعلان پر پورے ملک میں روزہ رکھنا اور عید منانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جواب سے مطلع فرمادیں۔

فقیر محمد حسن علی قادری رضوی میلسی پاکستان۔

الجواب: مکرمی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میرے نزدیک شرعاً ریڈیو کی خبر غیر معتبر ہے اگر چہ قاضی القضاۃ خود بنفسہ اس کے ذریعے اعلان کرے جس کو میں اپنے رسالہ "انتفاء المحال" میں مختصراً لکھ چکا ہوں۔ میری طبیعت علیل ہے اس لئے زائد نہیں لکھ سکتا۔

فقط والسلام

فقیر مظہر اللہ غفرلہٗ

بعض حضرات کو رد المحتار کی عبارت سے یہ شبہ واقع ہوا ہے کہ جب توپ کی آواز کا سننا قریہ والوں کے لئے کافی ہے تو ریڈیو کا اعلان جب کہ ایک ذمہ دار مسلمان کے ذریعے سے ہو اور وہ قاضی کے فیصلے کا اعلان کرتا ہو تو کیوں نہ موجب عمل ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں ہوگا اس لئے کہ جب اسی شہر اور اس کے اطراف اور گردونواح کے لئے ثبوت رویت ہوگیا تو اب ان کے رہنے والوں کے لئے صرف خبر دینا ہی باقی ہے جس کے لئے یہ علامات کافی ہیں الغرض شامی کی عبارت کا تو یہ مفاد ہے کہ قاضی شہر کی ولایت میں جو مقامات ہیں صرف ان

کے لئے یہ علامات (توپ کی آواز قنادیل کی روشنی) مفید ہو سکتی ہیں جبکہ غلبۂ ظن حاصل ہو جائے نہ کہ دوسرے بلاد کے لئے، دوسرے بلاد میں اگر ایک شہر کا قاضی دوسرے شہروں میں ایسی خبر دے تو اس کا اعتبار نہیں کہ اس کو دوسرے بلاد کے امور میں کچھ دخل نہیں۔

(انتفاء المحال فی رویۃ ھلال، ص ۱۶، ۱۵)

مفتی اعظم پاکستان علامہ محمد صاحبداد خاں رحمۃ اللہ علیہ

محترمی و مکرمی مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی سلمہ ربہ السلام علیکم، آپ نے بہت اچھا کیا کہ اس مسئلہ میں اکابر علمائے ہند اور مرکز بریلی شریف سے فتاویٰ حاصل کئے۔ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ۲۸ رمضان المبارک میں حضرت مولانا سردار احمد صاحب قبلہ شیخ الحدیث مدظلہ کا بہت جامع جواب شائع ہوا ہے شاید آپ نے ملاحظہ فرمایا ہو، حقیر بھی اس فتویٰ کے خلاف اپنا اختلافی نوٹ جمعیت لاہور کو بغرضِ اشاعت بھیج چکا ہے۔

حررہ محمد صاحبداد خاں

۲۹ رمضان ۷۷ سنہ ۱۳ھ

نوٹ: حضرت علامہ محمد صاحبداد خاں رحمۃ اللہ علیہ مرکزی نائب صدر جمعیت العلماء پاکستان کا یہ اختلافی نوٹ ہفت روزہ جمعیت لاہور کی جلد ۲ شمارہ ۱۰ میں چھپ چکا ہے جس میں توپ کی آواز اور قنادیل کی روشنی کے دلائل درکار ہیں۔

شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق مرکزی صدر جمعیت العلماء پاکستان فرماتے ہیں جو اطلاع بذریعہ ریڈیو عید کے چاند کے متعلق آئے گی شرع شریف میں ہرگز قابل قبول نہیں۔ جو لوگ متفرق ریڈیو کی نشریات

پر یاہلال کمیٹی کے فیصلہ کے متعلق نشریات پر روزہ افطار کریں گے وہ شرع شریف میں سخت مجرم اور گنہگار ہیں ان کو توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے اور روزہ کی قضا ضروری ہے۔ہلال کے لئے اسلامی اصول کے لحاظ سے ریڈیو کی نشریات خواہ اس کے ساتھ ٹیلیفون ہی کیوں نہ ہو ہرگز قابل اعتبار، قابل عمل نہیں۔اس کی خبروں پر رمضان یا عیدین کا حکم لگانا مسلمانوں کو گمراہ کرنے ان کی عبادت الٰہی اور فریضہ الٰہی سے محروم کرنے کا ذریعہ ہے اور کچھ نہیں۔

(تحقیق الاجلہ فی ثبوت الاھلّہ)

بحرالعلوم علامہ عطاء محمد صاحب بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ

ریڈیو کا اعلان اثبات ہلال صوم وفطر کے طریقوں میں سے کسی میں بھی داخل نہیں ہے تاکہ اس پر شرعاً اعتماد کر کے اثبات ہلال صوم وفطر کیا جاسکے۔لہٰذا کوئی فرد انسانی عام ازیں سرکاری ہو یا غیر سرکاری مثلاً قاضی القضاۃ ہو یا مفتی یا خطیب بلکہ صدر مملکت بھی ہو تو ان کا ریڈیو پر ہلال عید یا صوم کا اعلان کرنا سارے ملک کے لئے کافی نہیں ہے اور محض اس پر اعتماد کر کے عید کرنا سارے ملک کے لئے کافی نہیں ہے اور محض اس پر اعتماد کر کے عید کرنا یا روزہ رکھنا شرعاً ناجائز ہے۔اس مسئلہ کی مزید تفصیل ہمارے رسالہ "سیف الغوثیائی فی توہین الخبر الریدیائی" میں موجود ہے۔ اللہ اعلم وعلمہ اتم

الفقیر عطاء محمد چشتی عفی عنہ

جلالۃ العلم حافظ الحدیث علامہ عبدالعزیز مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ

استفتاء: کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ریڈیو پر قاضی القضاۃ رویت ہلال کا اعلان کرے تو روزہ رکھنا اور عید منانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ناجائز ہے جس کی تفصیل اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ میں ہے۔

عبدالمنان اعظمی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ، ۶ شعبان ۱۳۸۶ھ

الجوابُ صحیحٌ: عبدالعزیز عفی عنہ

فاضل محقق علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ، مصنف زلزلہ و تبلیغی جماعت

دینی امور میں ریڈیو کی خبر پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ علامہ شامی نے بھی ردالمحتار میں توپ کی آواز اور چراغاں کو بھی حوالی شہر کیلئے ثبوتِ ہلال کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ کچھ لوگ اصرار کرتے ہیں کہ ریڈیو کی خبر کو اسی پر قیاس کیا جائے۔ اس کے متعلق عرض کروں گا کہ اول تو علامہ شامی نے اس دور کی بات کہی ہے جب حالات شرعی اقدار کی گرفت میں تھے اور مذہبی امور کے صیغوں پر خدا ترس اور علم و دیانت والے صالحین کا مکمل پہرہ تھا۔ آج نہ حالات شرعی پر اقدار کا کوئی غلبہ ہے نہ ماحول دینی مزاج کے تابع ہے نہ ریڈیو کے محکمہ نشریات پر اہل علم اور خدا ترس حضرات کا تسلط ہے، نیچے سے اوپر تک سارا نظام غلط ہاتھوں میں ہے پس ایسی صورت میں جب کہ حالات و واقعات کے درمیان کسی طرح کی مناسبت نہیں ہے کیونکر ایک کا دوسرے پر قیاس درست ہوسکتا ہے۔ ثانیاً یہ کہ علامہ نے صرف مضافات شہر کے لئے ان چیزوں کو علامات رویت کی حیثیت سے شمار کیا ہے، ظاہر ہے کہ شہر کے مضافات شہر ہی سے وابستہ ہوتے ہیں پس ان کی حیثیت بالکل ان علامات کی سی ہے جو لاوڈ اسپیکر یا نقارہ کے ذریعے شہر کے مختلف علاقوں میں کرائے جاتے ہیں پس ایسی صورت میں ریڈیو والے اگر ثقاہت و احتیاط کی تمام اسلامی شرطیں پوری بھی کر دیں جب بھی اس کی نشر کردہ خبر صرف علاقے کے مسلمانوں کے لئے قابل عمل ہوسکتی ہے ملک کے تمام مسلمانوں کے لئے نہیں۔

سوال وجواب

سوال نمبر 1: جب گورنمنٹ نے چاند دیکھنے کے لئے کمیٹی بنائی ہوئی ہے تو اس کے اعلان کو ماننے میں کیا حرج ہے؟

جواب: کوئی بھی قاضئ شرع خواہ ایک شہر کا ہو یا پورے ملک کا اس کا اعلان اسی شہر اور حوالی میں معتبر و نافذ ہے جہاں اس نے فیصلہ صادر کیا، امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، سلطانِ اسلام، قاضی القضاۃ یا پورے ملک کا قاضی، یہ سب عہدے آج کی ایجاد نہیں ہیں بلکہ زمانۂ قدیم سے یہ عہدے رائج ہیں اسکے باوجود فقہائے کرام نے قاضی کے اعلان کو شہر اور حوالئ شہر تک ہی محدود رکھا کسی فقہ کی کتاب میں ایسا جزئیہ نہیں کہ سلطانِ اسلام پورے ملک کے قاضی کا اعلان پورے ملک میں نافذ و واجب العمل ہوگا، لہٰذا گورنمنٹ کی طرف سے جو پورے ملک کے لئے قاضی مقرر ہے اسکا اعلان صرف اسی شہر و حوالئ شہر کے لئے ہوگا پورے ملک یا کسی دوسرے شہر کے لئے شرعاً معتبر نہ ہوگا۔

سوال نمبر 2: جب ایک شہر میں چاند دکھ گیا اور معلوم ہوگیا تو پورے ملک میں چاند ماننے میں کیا حرج ہے؟

جواب: اس کے لئے شہادت علی الشہادۃ، شہادت علی القضاء، کتاب القاضی الی القاضی فقہائے عظام نے مقرر فرمایا ہے لہٰذا ان طریقوں میں سے کسی طریقہ کے بغیر ملک کے کسی دوسرے شہر کے لئے رویت ہلال کا ثبوت نہیں ہوگا۔ ایک کی رویت دوسرے کے لئے معتبر نہیں جب تک رویت شرعی طریقہ سے ثابت نہ ہو۔ تفصیل فقیر کے مضمون میں دیکھیں۔

سوال نمبر 3: چاند کی گواہی کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر آکے قاضی کے سامنے گواہی کی کیا ضرورت؟ ویڈیو لنک کے ذریعہ بھی تو گواہی لی جا سکتی ہے تاکہ پورے ملک میں

ایک ہی اعلان کافی ہو۔

جواب: ویڈیولنک اور موبائل وغیرہ کے ذریعہ گواہی معتبر نہیں اس لئے کہ گواہی کے لئے ضروری ہے کہ گواہ قاضی کے دارالقضاء میں بنفس نفیس حاضر ہو اور ویڈیولنک وغیرہ میں یہ ممکن نہیں، اسکے علاوہ دیگر خرابیاں محدثِ کبیر کے مضمون میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 4: جب چند علماء چاند کا اہتمام نہیں کرتے تھے اور وہ بھی حکومتی اعلان پر ہی عید تہوار کرتے تھے تو اب کیوں حکومتی اعلان سے اعراض کرنے لگے؟

جواب: کسی مسئلۂ شرعیہ پر کسی کا عمل نہ کرنا اس کے برخلاف عمل کرنا جواز کی دلیل نہیں، اور بعد توبہ اس پر گناہ کا اعتراض جائز نہیں۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: من عیر اخاہ بذنب لم یمت حتی یعملہ و فی روایۃ من ذنب قد تاب منہ، بہ فسر ابن منبع، رواہ الترمذی و حسنہ عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (جامع الترمذی باب از ابواب صفۃ القیمۃ) جو کسی اپنے بھائی کو ایسے گناہ سے عیب لگائے جس سے توبہ کر چکا ہے تو یہ عیب لگانے والا نہ مرے گا جب تک خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے اس کو ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے حسن قرار دیا۔

سوال نمبر 5: اگر کمیٹی کا اعلان پورے ملک کے لئے نہیں تو پھر یہ جو کہ ہر مکتبۂ فکر کے علماء ہیں وہ اعلان کیوں کرتے ہیں کیا ان کو علم نہیں ہے؟

جواب: جو علماء بلا دلیل احکام نافذ کرتے ہیں وہ خود اسکے جوابدہ ہیں، آج تک ان علماء نے کوئی دلیل یا جزئیہ نہیں بیان کیا ان پر لازم ہے کہ دلیل دیں یا اپنے اس عمل سے توبہ کر کے حکم شرع پر عمل کریں۔

سوال نمبر 6: اس طرح ہر شہر میں لوگ الگ الگ عید تہوار کریں گے جو کہ پریشانی کا

باعث ہے جبکہ دین تو آسانی کا حکم دیتا ہے سختی کا نہیں؟

جواب: پورے ملک میں ایک ہی دن میں روزہ اور عید کا ہونا ضروری نہیں بلکہ جب تک ہر شہر میں رویت شرعی اصول وضوابط سے ثابت نہ ہو روزہ اور عید کرنا خلافِ شرع ہے۔

سوال نمبر 7: کیا صحابہ کے درمیان بھی رویت اور عدم رویت کا اختلاف ہوا؟

جواب: بالکل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں بھی رویت ہلال میں اختلاف رہا جس شہر میں شرعی اصول کے مطابق رویت ثابت ہوتی وہاں رویت کا حکم ہوتا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دورِ امارت میں پوری سلطنتِ اسلامیہ کے امیر المؤمنین تھے باوجود دمشق میں رمضان المبارک کی رویت ثابت تھی جبکہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مدینہ منورہ میں دوسرے دن سے روزہ رکھنے کا حکم دیا جیسا کہ حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے روشن وعیاں ہے۔

سوال نمبر 8: اکثر علمائے اہلسنت حکومت کی کمیٹی کا حصہ بھی ہیں اور دیگر اس اعلان پر عید تہوار کرتے ہیں اور ان کی اقتداء میں عوام بھی کرتی ہے تو ان کے افعال کا پھر کیا ہوگا؟

جواب: اصل تو اصولِ شرعیہ کے مطابق رویت کے احکام لاگو وجاری کرنے کا مسلمان پابند ہے نہ کہ لوگ کیا کر رہے ہیں، اگر ساری دنیا کے لوگ داڑھی کاٹنے لگ جائیں تو کیا داڑھی کاٹنا جائز کر دیا جائے اور سنتِ مؤکدہ قریب بواجب کا حکم رد کر دیا جائے گا؟

ان تمام سوالوں کے جوابات اکابرِ اہلسنت کے فتاویٰ میں خوب واضح ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب تم چاند دیکھ لو تو روزے رکھو اور جب تم اس کو دیکھو تو افطار کرو، تو اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس دن تک روزہ رکھو۔ (ایک روایت میں ہے) اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس دن کی مقدار کو کامل کرو۔ (ایک روایت میں ہے) اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس کو تمام کرو۔ (ایک روایت میں ہے) اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس گن لو پھر افطار کرو۔ (ایک روایت میں ہے) اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو جائے تو بیشک تم پر مقدار تو پوشیدہ نہیں ہے۔

(بخاری، مسلم، السنن الکبریٰ)